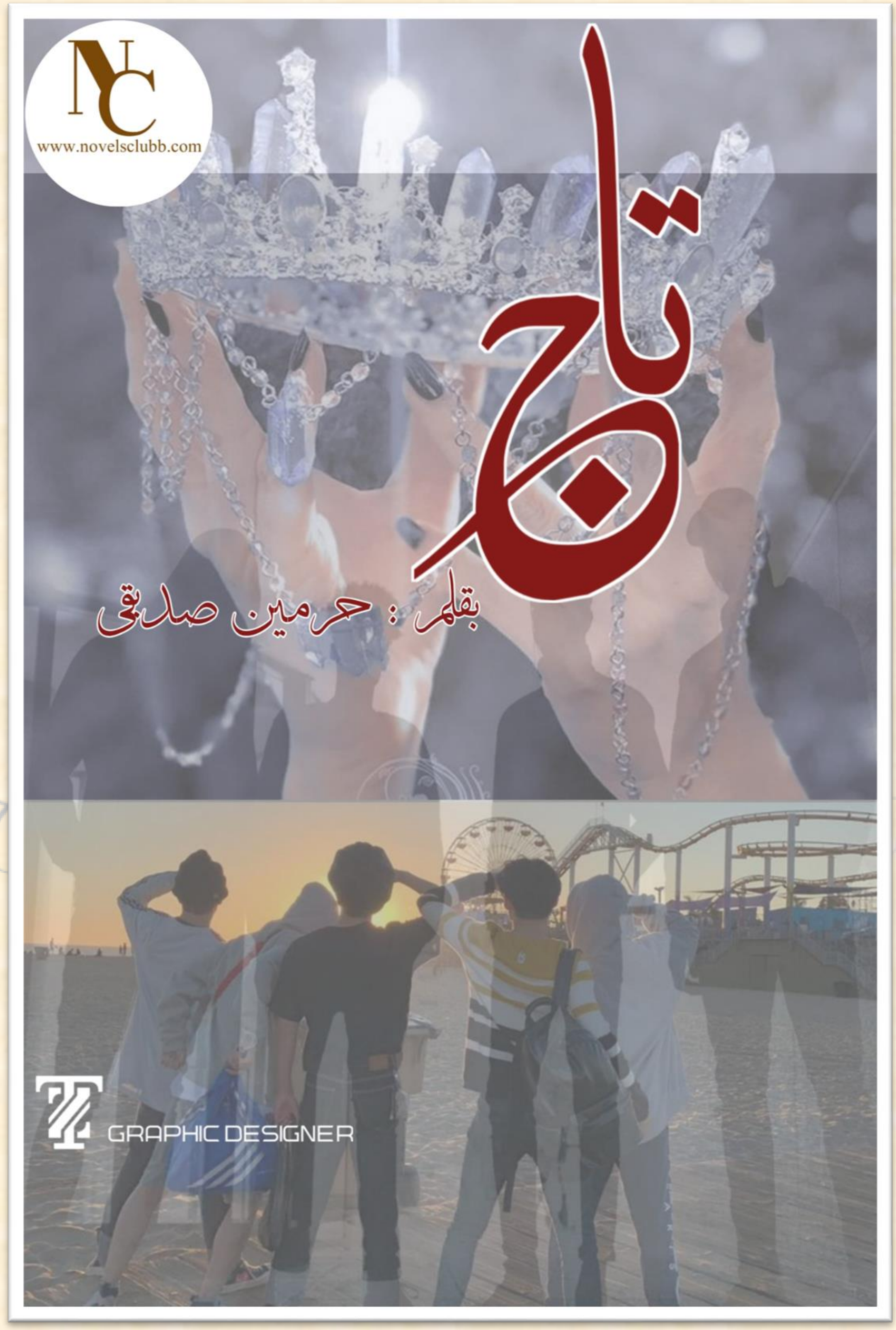
www.novelsclubb.com
تاج
بقلم : حرمین صدیقی
GRAPHIC DESIGNER

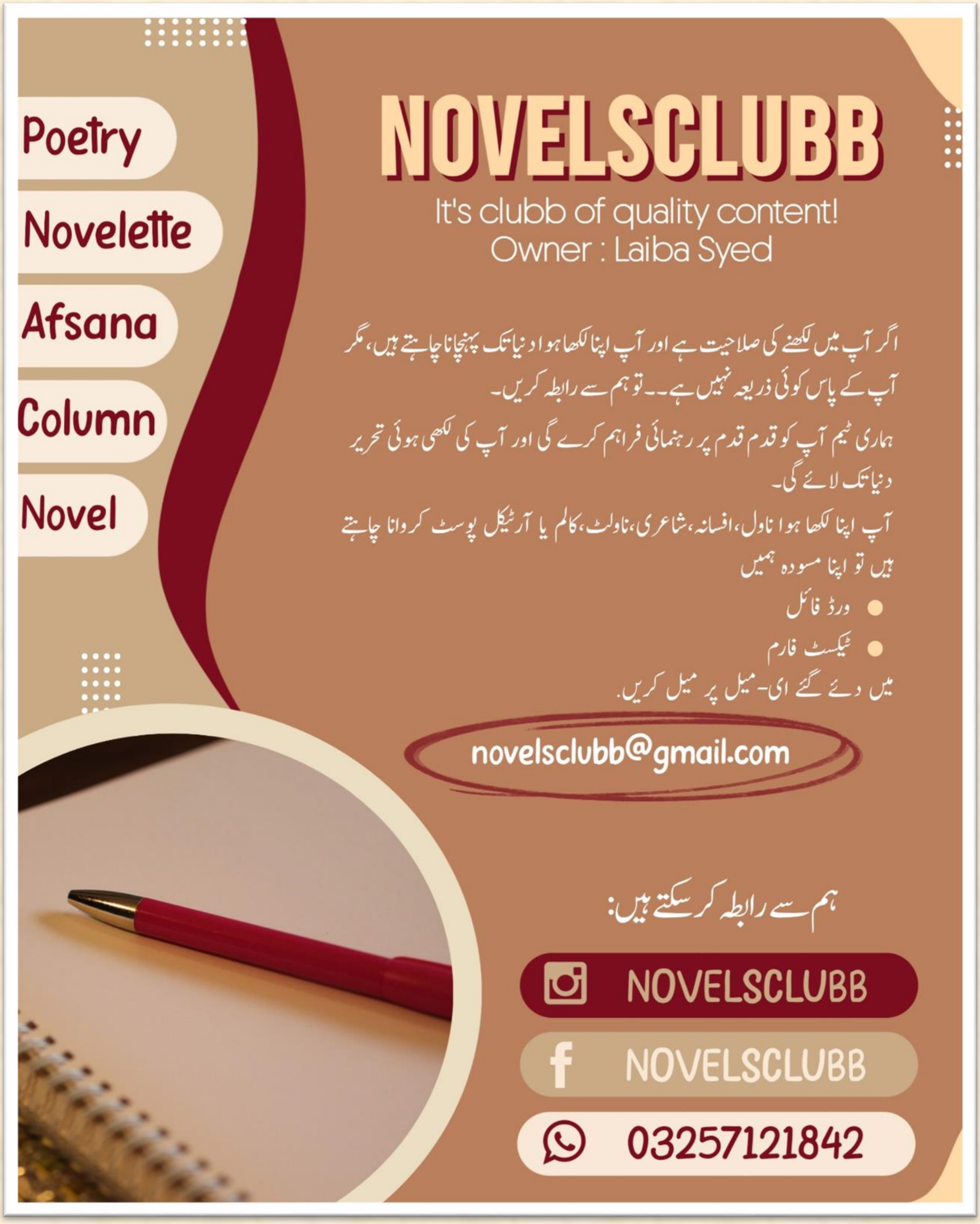
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں۔
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

تاج

از قلم

حرمین صدیقی

Clubb of Quality Content

ناول "تاج" کے تمام جملہ حق لکھاری "حرمین صدیقی" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو گی۔ "ناولز کلب" کا پی ڈی ایف بغیر اجازت پوسٹ کرنا منع ہے، بغیر اجازت کہانی/پی ڈی ایف کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جا سکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

ناول تاج

قسط نمبر 1

بقلم حرمین صدیقی

کچھ لوگوں کے لیے رات سکون کا باعث ہوتی ہے کچھ کے لیے گھٹن اور کچھ کے لیے جینے کی وجہ ہوتی ہے کہا جاتا ہے رات اپنی تاریخی میں بیتے دن کی تمام سیاہی چھپا لیتی ہے اور واپس جینے کے مواقع فراہم کرتی ہے اور اسی موقع کو وہ استعمال کر کے رات کے 12 بجے اپنی نوکری سے گھر کے لیے نکلی اور رات کے ایک بجے وہ پل پر کھڑی تھی بے چینی سے بائک کے گرد چکر لگاتی انجن چیک کرتی پچھلے ایک گھنٹے سے اس کی بائیک خراب کھڑی تھی پھر وہ جا کر فٹ پاتھ پر بیٹھ گئی سر ہاتھوں میں گرا لیا چند لمحے بعد اس کو روشنی کا احساس ہوا سر اٹھا کر دائیں طرف دیکھا تو بائیک پر ایک لڑکا سوار تھا جس نے تین چار مرتبہ ہیڈ لائٹس آن آف کریں گویا اس کی توجہ حاصل کرنے کے لیے کی ہو پھر اپنی بائک سے اترا لڑکی نے کھڑے ہو کر اس کو دیکھا جو بلیک بیگی پینٹ کے ساتھ نیلے رنگ کی ھڈی بلیک بوٹ پہنے ہوئے تھا سانولا مگر وجیہہ اور پر کشش شخصیت کا مالک تھا اس نے بائیک کو چیک کیا اور بولا "کوئی بڑا مسئلہ انجن میں ہوا ہے یہ سٹارٹ نہیں ہو گی "لڑکی بولی "مجھے پتہ تھا کیا مسئلہ ہے میری بائیک میں اب آپ جا سکتے ہو "ہاتھ سے اس کی ہیوی بائک کی طرف اشارہ کیا

"مجھے کیا امیر باپ کی بگڑی اولاد"

طنزیہ لہجے میں بول کر وہ جانے کے لیے مڑا

"یہ کیا بکواس کی تم نے ہاں"

لڑکی پیچھے سے چلائی وہ رک گیا اور بنا پلٹے ہی بولا "جو تم نے سنی"

"غریب باپ کی شریف اولاد ہوں میں"

وہ مڑا ان دونوں کے درمیان فاصلہ بہت کم تھا لڑکی کی گردن تنی ہوئی تھی بنا کسی خوف کے وہ ترکی بہ ترکی جواب دے رہی تھی وہ اپنی بہادری سے سامنے موجود شخص کو متاثر کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی کانوں سے نیچے لٹکتے اور کندھوں سے اوپر اس کے گھنے بال بڑی بڑی انکھیں کھڑی ناک اور پتلے ہونٹ آتی جاتی گاڑیوں کی لائٹس میں اس کے نقوش واضح ہوئے اور سائز گرے رنگ کے ٹراوزر اور ھڈی پہنے اس کی انکھوں میں دیکھ رہی تھی

لڑکے نے اس کا جائزہ لیا اور بولا

"تو غریب باپ کی شریف اولاد رات کے ایک بجے کون سے میلاد سے واپس آ رہی ہے"

لڑکے کا لہجہ مذاق اڑاتا ہوا تھا لڑکی کا چہرہ سرخ ہوا اور وہ اپنی بائیک کے پاس جا کھڑی ہوئی چند لمحے بعد لڑکا بولا "میں ٹو کر دیتا ہوں اگر تم کمفرٹیبل ہو" وہ بول کر اپنی بائیک پر جا بیٹھا اور اس کے جواب کا انتظار کرنے لگا لڑکی نے چند لمحے سوچنے کی اداکاری کی اور بائیک پر سوار ہوئی

گو یا رضامندی ظاہر کی ہو آدھے گھنٹے بعد وہ دونوں ایک گلی کے کونے پر کھڑے تھے لڑکا اس کو دیکھ رہا تھا جو اپنی بائیک گھر کے اندر کھڑی کر کے اس کے پاس آئی وہ اس کا انتظار کر رہا تھا کہ وہ شکریہ ادا کرے یا کچھ اور کہے لیکن حیرانگی ہوئی جب وہ بنا کچھ کہے ہی جانے کے لیے مڑی اس سے برداشت نہ ہوا اور بول پڑا" حضور اس غلام کا شکریہ ادا نہیں کریں گی آپ"

"کس بات کا شکریہ" وہ انجان بنی

" یہ بندہ ہے ناچیز آپ کی بیل گاڑی کو اتنی دور سے دھکا لگا کر آپ کے گھر تک لایا ہے اس بات کا شکریہ تو بنتا ہے" تھوڑی دیر پہلے اس کے چہرے پر جو خفگی تھی اب اس کی جگہ ہلکی مسکراہٹ تھی اس کو لڑکی تھوڑی عجیب لگی لڑکی کا انجان بننا، اداکاری کرنا، اور ٹکے سے جواب دینا پسند آیا وہ اس کی شخصیت سے بے حد متاثر ہوا "میرا نام معاویہ صدیقی ہے اور یہ میرا کارڈ ہے" اس نے کارڈ لڑکی کی جانب بڑھایا جو اس نے تھام لیا پھر ایک نظر کارڈ پہ ڈالی اور بولی "میں ھیزل لغاری ہوں" چار لفظ بول کے وہ اپنے گھر کے اندر چلی گئی سناٹے میں ڈوبی گلی کی ویرانی کو معاویہ کی بائیک کی آواز نے توڑا ھیزل نے صحن میں رک کر نگاہ دوڑائی یہ وہ واحد جگہ تھی جہاں وہ مختلف انسان ہوتی گھر کی بیرونی حالت جتنی خستہ حال، بوسیدہ اور پرانی تھی جگہ جگہ سے رنگ اکھڑ رہا تھا گھر کی اندرونی حالت اس کے برعکس صاف ستھری تھی چھوٹا صحن لاؤنج کے ساتھ اوپن کچن اس کے بعد تین کمرے یہ گھر اس کی ملکیت تھی جو

اس کے باپ نے مرنے سے پہلے اس کے نام کی تھی اس نے تھکان زدہ سانس ہوا کے سپرد کی اور اپنے کمرے میں سونے کے لیے چلی گئی کم از کم نیند وہ واحد شہ تھی جو اس کو آسانی سے میسر تھی۔

رات کا آخری پہر ستاروں سے صاف آسمان چاند کی مدھم ہوتی روشنی وہ لڑکا مسلسل بے چینی سے یہاں سے وہاں چکر لگاتا تھک ہار کر وہ صوفے پر بیٹھا اور ٹیبل سے فون اٹھایا یہ اس کی پندرہویں کال تھی مگر مقابل نے نہ اٹھانے کی قسم کھا رکھی تھی اس نے ٹیبل پر رکھا بیئر کا کین اٹھایا چند گھونٹ لیے اور صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر لیٹ گیا اس وقت لاؤنج میں مکمل اندھیرا تھا کھڑکی سے آتی چاند کی روشنی میں اس کا عکس واضح ہوا لمبے گھومے ہوئے بال کندھوں تک ایک نیلی اور دوسری ہری آنکھ ہلکی بیرڈ دراز قد ورزشی جسامت بلاشبہ وہ بے حد حسین مرد تھا فلیٹ کا مین دروازہ کھلا اور آنے والے نے گھر کو روشن کیا وہ صوفے پر آگے کو ہو کے بیٹھا اور آنے والے کو پاس آنے کا اشارہ کیا لڑکا چلتا ہوا آیا اور گھٹنے کے بل اس کے پیروں میں بیٹھا صوفے پر بیٹھے لڑکے نے اُس کو گربان سے پکڑا اور بولا

"کون سے روگ لگے ہیں جو رات کے چار بجے تک آوارہ گردی کرتے پھر رہے ہو تم دونوں دوسرا کہاں ہے"""خان مجھے نہیں پتہ"

جواب دیتے ہوئے اس نے ڈرنے کی اداکاری کی

"معاویہ میرا خون مت کھلاؤ اور یہ ڈرامے بازی کسی اور کے ساتھ کرنا اٹھو اور تشریف کا ٹوکرا لے کر دفان ہو جاؤ میری نظروں کے سامنے سے ورنہ کل صبح دونوں جنازے نکلیں گے"

معاویہ اٹھا اور ٹیبل سے کین اٹھایا اور ڈھیٹوں کی طرح دوسرے صوفے پر جا بیٹھا خان نے دوبارہ اس کو کال ملائی جو نہ جانے اپنا موبائل پھینک کر ناسا کے راکٹ میں جا بیٹھا تھا جو خان کی کال ہی نہیں اٹھا رہا تھا

کلب کی رنگین روشنیاں تیز میوزک اور سٹیج پر ناچتے لڑکے اور لڑکیاں انہی کے درمیان وہ بھی اپنی دنیا میں مگن تھا بلیک پینٹ، لیدر کی جیکٹ،لال جوتے پہنے یہ وہ واحد لڑکا تھا جس کا ڈانس اور لباس سب سے منفرد تھا لڑکیوں کے ساتھ لڑکے بھی اس کو ستائش سے دیکھتے جہاں لڑکے ٹو پیس پہنے ہوئے نظر آتے وہاں لڑکیوں کو ہالف پیس پہنے ہوئے نظر آنا غنیمت تھا چوکور چھوٹی ٹیبل اور اسکے گرد چار صوفے رکھے تھے وہ جا کر خالی صوفے پر بیٹھا تین حسین لڑکیاں اس کے ساتھ آکر بیٹھی ایک نے ٹیبل پر رکھی شراب کی بوتل سے چھوٹے گلاس میں شراب انڈیلی اور بولی

Come on babe let's have a shot tonight we will enjoy

ان تین لڑکیوں کو اس کا انتظار تھا جو گلاس چیئرس کرنے کے بعد بھی ہاتھ میں لئے بیٹھا تھا

But without me darlings

اس آواز پر تینوں لڑکیوں نے اس کی جانب دیکھا جو بلیک گاؤن کے ساتھ بلیک ہیلز پہنے چلتی ہوئی لڑکے کی صوفے کی سائیڈ پر بیٹھی اور بولی

Leave it Aban Shah

اس نے ابان کے ہاتھ سے گلاس لے کر ٹیبل پر رکھا ابان کے چہرے پر ہلکی مسکراہٹ تھی اور بوتل اٹھا کر اس کے منہ سے لگا دی اور پوری خالی کرنے کے بعد ٹیبل پر رکھی لڑکیوں کا منہ حیرانگی سے کھلا رہ گیا

وہ بولی "اگر تم تین تتلیوں کو اپنی زندگی پیاری ہے تو آئندہ میرے گلاب سے دور رہنا سمجھ ائی"

انگلی اٹھا کر تینوں کو وان کیا وہ بات کرتے ہوئے مسکرا رہی تھی گویا کسی بھی قسم کے تماشے سے گریز کر رہی ہو لیکن اس کے لہجے میں ایسی تپش تھی کہ تینوں لڑکیاں جلدی سے اٹھ کر چلی گئی ابان نے اٹھ کر اس کے گرد بازو حائل کیے اور کلب سے نکل کر پارکنگ میں آیا اور

اس کو اچھوت کی طرح اپنے آپ سے دور کیا

"لالی کتنی بار کہا ہے چپکا مت کرو مجھ سے"

بولتے ہوئے ابان کے چہرے پر جھنجھلاہٹ تھی

"مجھے ضرورت نہیں تم سے چپکنے کی میرا دماغ بالکل ٹھیک کام کرتا ہے اور پیسے نکالو 25 ہزار روپے پورے تین گھنٹے تمہاری حفاظت کی ہے"

25" ہزار کس بات کے دو گھنٹے تو ناچا تھا میں باقی آدھے گھنٹے میں نے شوٹ لگائے اور پھر وہ چڑیلیں آدھمکیں صرف پانچ ہزار دوں گا آدھے گھنٹے کی حفاظت کے بولو منظور ہے"

لہجہ شرارتی تھا گویا اس کو تنگ کرنے میں مزہ آرہا ہو ابان نے والٹ میں سے پانچ ہزار کا نوٹ اس کی طرف بڑھایا تو لالی نے پورا والٹ جھپٹ کر تمام کیش اپنے پرس میں ڈالا اور خالی والٹ اس کے حوالے کیا یہ سب اس نے اتنی جلدی کیا کہ وہ بیچارا صرف منہ دکھتا رہ گیا

"کمینے انسان لوگ لڑکی کی حفاظت لڑکوں سے کرتے ہیں تم لڑکے ہو کر مجھ سے اپنی حفاظت کروا رہے ہو اور وہ بھی لڑکیوں سے"

"ہاں تو میری غلطی ہے جہاں جاتا ہوں لڑکیاں پیچھے پڑ جاتی ہیں اور تمہیں کیا مسئلہ ہے"

"مجھے مسئلہ تمہاری حفاظت سے نہیں بلکہ نقلی محبوبہ بننے سے ہے"

"تو اصلی محبوبہ بننا ہے کیا" وہ دل جلی مسکراہٹ کے ساتھ بولا

"تمہارے محبوبہ بننے سے بہتر ہے کہ میں انارکلی کی طرح دیوار میں چن جاؤں ہنہہ"

چہرے کو ابان کی چہرے کے قریب لے جاکر معصومیت سے انکھیں گھمائی ایک ہاتھ سے بالوں کو لہرا کر گردن کو جھٹکا دیا اور جانے کے لیے مڑی

"میرے پیسے واپس کرو وہ 40 ہزار ہیں"

ابان پیچھے سے چیخ کر بولا

"تم کون سا محنت کر کے حلال کماتے ہو جو تمہیں افسوس ہو رہا ہے"

وہ بنا مڑے ہی بولتے ہوئے دور جاتی رہی

"یار حرام کمانے کے لیے بھی ڈبل محنت لگتی ہے میرے پیسے واپس کرو ورنہ سود سمیت لوں گا جانتی نہیں تم مجھے"

لالی رکی اور بنا پلٹے اونچی آواز میں بولی

"کون ہو تم"

"میں ابان شاہ ہوں جو غلط کام کو درست طریقے سے کرنے کے بارے میں مشہور ہے"

اپنی مشہوریت کا حوالہ دیتے ہوئے اس کی انکھوں میں نمی تاریکی رنج و ملال تھا اور چہروں پر مصنوعی فخریہ مسکراہٹ تھی لالی بنا کچھ کہے چلی گئی اس کی ہیل کی آواز پوری پارکنگ میں گونج رہی تھی ابان گاڑی میں بیٹھا اور موبائل چیک کیا جہاں خان کی 30 مسڈ کال آئی ہوئی

تھیں اس نے پریشانی سے موبائل رکھا اور گاڑی کو گھر کے راستے پر ڈال دیا وہ گھر کے اندر داخل ہوا ایک اڑتی ہوئی چپل اس کے آ لگی اس نے خفگی سے سامنے کھڑے خان اور معاویہ کو دیکھا جو غصے سے پاگل ہوئے جا رہے تھے "یار خان چپل سے استقبال کون کرتا ہے کل سے تمہیں گلاب کی پتیاں لا کر دوں گا ٹرینڈ کو تھوڑا بدلو" ابان بول کر چلتا ہوا خان کے پاس آیا اور اس کو سینے سے لگایا خان نے اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کی لیکن وہ سخت گرفت کر گیا خان نے اس کی کمر پر مکہ جڑا ابان نے فوراً اس کو چھوڑا اور پھر خان صوفے پر جا بیٹھا معاویہ اور ابان بھی اس کے دائیں بائیں آ کر بیٹھے چند لمحے خاموشی کی نظر ہوئے معاویہ بولا

"تم لوگوں کو پتہ ہے آج میں کس سے ملا"

ابان بولا "ہاں ٹام کروز سے"

"بکواس نہ کر" معاویہ نے منہ بگاڑا

"ہمیں کون سا قیوموبائل ملنا ہے صحیح تکا لگانے پر تو بتا دے ایسی" ابان بول کر خان کے بالوں کے ساتھ کھیلنے لگا "اج ایک لڑکی ملی پل پر اس کی بائیک خراب ہو گئی میں نے ٹوکری اس کی بائک گھر تک وہ لڑکی بہت شاندار تھی"

ابان نے آنکھوں کو گول گھمایا اور بولا

"بھائی کتنی پی لی تم نے جو لڑکی کو بائیک چلوادی"

"اج کل لڑکیاں جہاز اڑا رہی ہیں تم بائک کا رونا رو رہے ہو" خان نے بولا اور ابان کا ہاتھ اپنے بالوں سے جھٹکا جو اس کی مختلف چٹیاں بن رہا تھا

"وہ لڑکی مختلف اور منفرد تھی میں آج تک جتنی لڑکیوں سے ملا ہوں وہ سب سے الگ تھی"

"کیا بولے جا رہے ہو الگ ہے منفرد ہے پیاری ہے یا نہیں یہ بتا دو" ابان کوفت سے بولا اور آخر میں انکھ ونک کی "تم جیسے بغیرتوں کو اوقات میں رکھتی ہے وہ ایسی ہے کہ اس نے مجھ سے بھی صحیح طریقے سے بات نہیں کی مطلب میں معاویہ صدیقی جس سے بات کرنے کو لڑکیاں بہانے گڑھتی ہیں وہاں وہ اپنا نام بھی بتانے کو رضامند نہیں تھی" معاویہ کی انکھوں میں ھیزل کے لیے بات کرتے ہوئے عقیدت احترام اور صرف عزت تھی وہ واقعی متاثر کرنے والی شخصیت رکھتی تھی

"اس نے کوئی نمبر ہی دیا ہوگا اپنا تم نے اس کی مدد جو کری تھی" ابان پرجوش ہو کر بولا

"تم نمبر کی بات کرتے ہو اس اس نے شکریہ بھی نہیں کیا میرا" معاویہ کی بات سن کر جہان خان مسکرایا وہاں ابان کو مایوسی ہوئی فجر کی اذان کے بعد وہ تینوں سونے چلے گئے۔

ھیضل صبح اٹھی منہ ہاتھ دھویا بلیک کار گو اور نج ہڈی کے ساتھ بلیک جگرز پہنے وہ جانے کے لیے کمرے سے نکلی گھر میں معمول کی خاموشی تھی وہ گھر سے جاتی تھی تو اس کا بھائی اور ماں

سو رہے ہوتے اس نے اپنی بائیک صحن سے نکالی اور گھر سے نکلی سڑک کے کنارے کھڑے

پولیس اہلکاروں نے اس کو بائیک سائیڈ لگانے کا اشارہ کیا اس نے بائیک سائیڈ لگائی تو دو

پولیس اہلکار 25 سال کی عمر کے اس کی طرف آئے

"لائسنس" دو میں سے ایک پلس اہلکار بولا

اس نے بنا ہیلمٹ اتارے پینٹ کی جیب سے والٹ نکالا اور اس میں سے لائسنس نکال کر

اس کو دیا

"شناختی کارڈ"

اس نے وہ بھی دیا پولیس اہلکار نے شناختی کارڈ انکھوں کے سامنے کیا اور تیز اواز میں اس کا نام

بولا

"نام ہیزل لغاری تم لڑکی ہو ذرا اپنا ہیلمٹ اتار کر دکھاؤ" ہیزل نے اپنا ہیلمٹ اتارا تو دونوں

کے منہ پر شیطانی مسکراہٹ آئی

"بائیک سے اترو ہم نے تمہاری تلاشی کرنی ہے"

"میری تلاشی" وہ حیرانگی سے بولی

اس نے اپنی نظر دور کھڑی پولیس کی گاڑی کو دیکھا جہاں صرف مرد تھے

"لیکن کوئی لیڈی تو نہیں اپ کے ساتھ"

"ہم ہیں نا ہم کریں گے"

دونوں ایک ساتھ خباثت سے بولے

"کون سے قانون میں لکھا ہے کہ عورت کی تلاشی مرد کریں گے" ھیزل کی اواز غصے کے باعث تیز ہو گئی

وہ بائک سے اتری اور دونوں ہاتھوں کی کپکپاہٹ کو چھپانے کے لیے پینٹ کی جیب میں ڈالا اپنے اپ کو مضبوط ظاہر کرنے کی کوشش کی اس کا دل اتنا ہی زور سے دھڑک رہا تھا

"او بی بی قانون کا رکھوالہ سامنے کھڑا بول رہا ہے نا کہ تلاشی دو اپنی تم اسکی نہیں سن رہی تو قانون کی کیا مانوں گی"

ھیزل چپ چاپ فٹھ پاتھ پر جا کر کھڑی ہو گئی بولنے کی کوشش کرتی لیکن ناکام ہو جاتی مشکل سے ہمت جمع کر کے بولی "تلاشی تو تمھارا باپ بھی نہیں لے سکتا بھی تم کیا چیز ہو جاؤ جو کرنا ہے جا کر لو اب"

"نہ نہ بی بی ہر کوئی تمہارے باپ کی طرح مرحوم نہیں ہوتا میرا باپ حیات ہے اب تمہارا مرحوم باپ بھی قبر سے اٹھ کر اجائے نا تو تمہاری موٹر سائیکل نہیں لے جا سکتا میری جیل سے"

ان کا مقصد صرف اپنی ناپاک ارادوں میں کامیاب ہونا تھا جس کے لیے انہوں نے اس کی

بائیک کو جیل لے جانا چاہا معلوم تھا کہ ضرور وہی لینے ائے گی

سب چیزیں سلو موشن میں ہو رہی تھی وہ دونوں مل کر بائیک کو گاڑی میں ڈال رہے تھے، وہ ان کے پیچھے بھاگ رہی تھی، ایس-ایچ-او سے کچھ کہہ رہی تھی، ان کی دور جاتی گاڑی اور اس میں موجود اس کی بائیک۔

اس کے ہاتھ پیر پھول گئے وہ فٹ پاتھ پر بیٹھ گئی سر ہاتھوں میں گرا لیا پہلی بائیک اس نے اپنے بھائی کی فیس بھرنے کے لیے بیچی تھی اور ابھی ایک سال پہلے اس نے پیسے جوڑ جوڑ کے اپنے لیے دوسری بائیک خریدی تھی اس نے موبائل اٹھایا اور احتشام کا نمبر سامنے تھا اس کو اپنی بے بسی پر بے تحاشہ غصہ ایا یہ وہ واحد انسان تھا جس سے وہ مر کر بھی مدد نہیں مانگ سکتی تھی لسٹ تھوڑی اور نیچے کری اور معاویہ کا نمبر سامنے تھا اس نے بنا سوچے سمجھے اس کو کال ملائی تیسری باری میں کال ریسیو کر لی گئی

"ہیلو" معاویہ کی نیند میں ڈوبی آواز اسپیکر میں ابھری "معاویہ میں ھیزل بول رہی ہوں وہ وہ میری بائیک کا ھیزل کی اواز کانپ رہی تھی اور الفاظ ٹوٹ ٹوٹ کر ادا ہو رہے تھے معاویہ نے اپنا بستر چھوڑا اور کھڑا ہو گیا

"ضلے ریلیکس کچھ نہیں ہوا سن رہی ہوں نا بس گہری سانس لو دو تین"

ھیزل نے دو تین گہری سانس لیں

"اچھا مجھے اپنی لوکیشن سینڈ کرو پانچ منٹ میں آتا ہوں "ھیزل نے لوکیشن بھیجی اور فون جیب میں رکھا وہ تو شکر تھا کہ اس نے کارڈ سے نمبر اپنے موبائل میں سیو کر لیا تھا ورنہ آج بیچاری پتہ نہیں کیسے یہ سب ہینڈل کرتی گھٹنوں کو سینے سے لگا کر بازو رکھے اور چہرہ جھکا کر بیٹھ گئی پانچ منٹ بعد وہ گاڑی سے اترا اور بھاگتا ہوا اس کی جانب ایا "ضلے ضلے"

ھیزل نے چہرہ اٹھایا جو آنسوئوں سے بھرا ہوا تھا معاویہ نے رومال آگے بڑھایا ھیزل نے اپنا چہرہ صاف کیا

"کیا ہوا کیوں رو رہی ہو بائیک کہاں ہے، ایکسیڈنٹ ہوا تھا کیا، تمہارے لگی تو نہیں"

وہ ایک ساتھ کئی سوال پوچھ چکا تھا اس کا چہرہ فکرمند اور انکھوں میں پریشانی تھی ھیزل نے اس کو ہوئے تمام واقعے سے اگاہ کیا معاویہ نے اسبات میں سل ہلایا اور بولا "میں ایک کال کر کے اتا ہوں"

گاڑی سے اترا اور تھوڑی دیر بعد آکر بیٹھا

"گھر چلتے ہیں تمہاری بائک وہیں اجائے گی"

"خود ہی"

"نہیں خود نہیں جو لے کر گیا تھا وہی لا کر دے گا"

"تم شاید بھول رہے ہو میری بائیک پولیس لے کر گئی ہے وہ بھی جیل" یاد دہانی کرائی گئی

"بچے بڑے سے بڑے سے بڑا جرم کر کر بھی تم جیل جاؤ تھوڑی سی لکشمی دو اور یہ پولیس والے تمہارا اپیڈیکیور کرنے پر بھی راضی ہو جائیں گے "

"تم نے رشوت دی ہے "مشکوک نظروں سے اس کو دیکھا "ہمارے ٹانکے فٹ ہیں "وہ ریلیکس انداز میں بیٹھا ہوا تھا اور ہر سوال کا جواب تحمل سے دے رہا تھا

"اب اسکا کیا مطلب "ھیزل نے چڑ کر کہا

"چھوڑے سائیں ہم چلتے ہیں "

کر کے معاویہ نے بھول کر گاڑی سٹارٹ کر دی ھیزل نے اس کو دیکھا اور بولی "میرا نام ھیزل لغاری ہے کبھی ضلے کبھی سائیں مجھے نہیں پسند کوئی میرا نام بگاڑے معاویہ نے دونوں ہاتھوں کو سرینڈر انداز میں اٹھایا اور مسکراہٹ کے ساتھ بولا

"ھیزل لغاری بہت مشکل نام ہے مجھے تو مشکل میں بھی یہ مشکل نام یاد نہیں آیا اس لیے میں تمہیں ذلے کہوں گا "

ھیزل نے اس کو دیکھا اور پھر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی تھوڑی دیر بعد وہ دونوں خان کے اپارٹمنٹ پہنچے جہاں پارکنگ میں ہی خان، ابان اور وہی دونوں پولیس اہلکار کھڑے تھے ھیزل ل اور معاویہ ان چاروں کے پاس جا کر کھڑے ہوئے

"ہمیں معاف کر دیں ہم سے غلطی ہو گئی "

دونوں پولیس اہلکاروں نے معافی مانگی ان کے چہرے پر عیاں تھا گویا دونوں سے زبردستی معافی منگائی گئی ہے ھیزل ل نے سر اسبات میں ہلایا تو انہوں نے ایک نظر خان کو دیکھا اور نو دو گیارہ ہوگئے معاویہ نے تینوں کو ایک دوسرے سے متعارف کروایا خان نے اگے بڑھ کر ھیزل کے سر پر ہاتھ رکھا اس لمس میں موجود ہی حفاظت، مان اور تحفظ ھیزل کی زندگی سے پانچ سال کی عمر میں کھو سا گیا تھا اپنی بائیس سالہ زندگی میں واحد یہ تین مرد تھے جنھوں نے بنا کسی غرز اور بدنیتی کے ھیزل کی مدد کی اور یہی وہ لمحہ تھا ھیزل کی پسندیدہ لوگوں کی لسٹ میں تین لوگوں کا اضافہ ہوا تھا اور اس کی تقدیر اس کو ان راہوں کا مسافر بنانے والی تھی جہاں سے واپسی پر وہ ٹوٹ کر بکھرنے والی تھی ابان نے اگے بڑھ کر دونوں بازو وا کئے اور ہیزل کی جانب آیا معاویہ اگے ایا دونوں ہاتھوں سے اس کو دور دھکیلا اور کان کے پاس غرایا "کمینے انسان تیری کلب کی لڑکی نہیں جو تو ان سے گلے ملنے آرہا تھا حد میں رہ اپنی"

انگلی سے اس کو تنبیہ کی اور دور ہوا ابان نے اپنی گدی سہلائی اور شرمندگی چھپانے کے لیے مصنوعی مسکراہٹ چہرے پہ سجائی

"وہ میں زیادہ اتاولا ہو گیا تھا سوری"

ھیزل کے منہ سے شکر کا کلمہ ادا ہوا اگر معاویہ بیچ میں اس کو نہ روکتا تو اس سے اگے وہ سوچنا نہیں چاہتی تھی ابان نے ھیزل سے موبائل لیا اور خان اور اپنا نمبر سیو کیا پھر بولا "کبھی بھی

مشکل ہو تو یہ بھائی حاضر ہے"

ھیزل کو ابان حد سے زیادہ معصوم یا حد سے زیادہ میسنا لگا جو کبھی اتاولا ہو کر اس سے گلے ملنے آ رہا تھا تو کبھی رشتہ داریاں بڑھا رہا تھا لیکن اس نے صرف مسکرانے پر اکتفا کیا اور پھر وہ شکریہ ادا کرتی چلی گئی

وہ اس وقت لاؤنج میں زمین پر کتابوں میں سر دیے بیٹھی تھی اور بار بار نظر دروازے کی جانب اٹھ رہی تھی کہ نہ جانے وہ کب آئے گا یہ خیال آتے ہی وہ دعا کرتی کہ وہ نہ آئے وہ اندھی طوفان کی طرح دروازے سے داخل ہوا

"سمی تمہیں کہا ہے نہ کہ چھٹی نہیں کرنی تمہیں ایک بار کی بات کیوں سمجھ نہیں اتی"

سمی نے کتاب کے درمیان پین کو رکھا بند کری اور اس کو دیکھا جو بلیک بیگی پینٹ کے ساتھ بلیک بنیان کے اوپر ہلکے جامنی رنگ کی ڈریس چیٹ پہنے ہوئے تھا اور سمی نے اپنے اپ کو دیکھا جو موزے ہاتھوں میں دستانے جینس کے ساتھ بلیک شرٹ اور شال لپیٹے بیٹھی تھی سمی نے جھرجھری لی اور اس کے سامنے جا کھڑی ہوئی

"ابان بھائی اپ کے پاس کوئی جیکٹ نہیں ہے جو ایسی گھوم رہے ہیں اور شرٹ کے بٹن بھی بند نہیں کیے ہوئے کون سے میوے جات کھائے ہیں جو سردی نہیں لگتی اپ کو"

"بات مت گھماؤ گئ کیوں نہیں سینٹر حرام نہیں کماتا جو تم ایسے برباد کر رہی ہو "ابان دانت پیس کر اہستہ اواز میں بولا جانتا جو تھا سامنے کھڑا شخص تیز آواز اپنی ماں کی برداشت نہیں کرتا تو وہ کیا چیز ہے

"خیر سے اپ کماتے تو حرام ہی ہیں"

بازو سینے پر باندھ کر حقیقت کا ائینہ دکھایا تھا

"تم جانتی ہو تم اور جمیلہ باجی اکیلی رہتی ہو اور اکیلی عورتوں کا اس دنیا میں اللہ کے سوا کوئی نہیں ہوتا اگر ایک ہاتھ تمہارے سر پہ چادر ڈالے گا تو ہزار ہاتھ چادر اتارنے کے لیے موجود ہوں گے تم مضبوط بنو اتنی مضبوط کہ اپنی طرف اٹھنے والا ہر ہاتھ کاٹ ڈالو اور ہر نگاہ نوچ ڈالو اپنی حفاظت کرنا سیکھو"

وہ اس کی کہی بات کو گھما گیا

"تو آپ ہیں نا اس سب کے لیے" وہ چہک کر بولی

"تم کیوں اپنی مرضی کرتی ہو میں جو کام کرتا ہوں اس میں مجھے یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ اج ہیں کل نہیں میرے اتنے دشمن ہیں کہ "

وہ بولتے بولتے رکا اور نظر جب اس کے چہرے پر پڑی تو اس کا چہرہ انسوؤں سے بھیگا تھا اس نے باقی الفاظ منہ میں دبا لیے اور بازوؤں سے پکڑ کر اس کو اپنے حصار میں لیا اور اس کے

بالوں کا بوسہ لیا

"میرے بچے میں بہت برا انسان ہوں اور برے لوگ جتنی جلدی اس دنیا سے رخصت ہو جائیں اتنا بہتر ہوتا ہے میں نہیں چاہتا جو میری ماں کے ساتھ ہوا وہ تمہارے ساتھ بھی ہو اور اگر ایسا کبھی ہوا تو تم تمہیں اپنی حفاظت کرنا آتی ہو کوئی تمہاری عزت پر ہاتھ ڈالے تو تم پہ قتل واجب ہے کر دینا باقی ابان بھائی تمہاری حفاظت کرے گا اس وقت چھوٹا تھا اپنی ماں کی حفاظت نہیں کر سکا لیکن خدا کی قسم اب تم پر کوئی آنچ بھی آئی تو مجھے جانور بننے سے کوئی نہیں روک سکے گا"

اس نے چہرہ اٹھایا ابان کو دیکھا تو اس نے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا اور دونوں ہاتھوں سے اس کا بھیگا چہرہ صاف کیا

"اگر کبھی ایسی نوبت آگئی تو میں کیا کروں"

"قتل کر دینا"

"پولیس پکڑ کر لے جائے گی مجھے"

"میرے ہوتے ہوئے دنیا کی کوئی جیل تمہیں قید نہیں کر سکتی"

بولتے ہوئے اس کی باتوں سے سچائی جھلک رہی تھی ابان کی آنکھوں میں جنونیت تھی کہ واقعی کبھی ایسا ہوا تو سب کچھ بھسم کر دے گا

"جاؤ بھی اب ویسے ہی لیٹ ہو گئی اور جب تک میں نہ آؤں تب تک مت نکلنا ڈیفنس ٹریننگ سینٹر سے"

ابان نے ہاتھ سے اس کو کمرے میں جانے کا اشارہ کیا ٹھیک دس منٹ بعد وہ اس کے سامنے کھڑی تھی بلیک کارگو اس کے ساتھ اور سائز ہڈی سر پہ جامنی اسکاف سفید جوتے پہنے ہوئے تھی

"جمیلہ باجی کھانے میں کیا پکا رہی ہیں"

کچن میں موجود جمیلہ باجی سے ابان نے پوچھا

"ٹینڈے الو اور ساتھ میں روٹی تمہارے لیے بھی ڈال دوں روٹی ساتھ کھا لینا کھانا"

ابان نے مینیوسن کر سمی کی طرف دیکھا جو ہاتھ سے منع کرنے کا اشارہ کر رہی تھی پھر وہ بولا

"نہیں میں اور سمی کھانا کھا کر ہی ائیں گے اپ خود ہی کھا لے گا اپنے ٹینڈے اللہ حافظ "

کہتے کے ساتھ ہی دونوں نے دروازے سے دوڑ لگا دی اور پیچھے جمیلہ باجی نے سوچا رات کو بچ گئے صبح اسی کے پراٹھے بنا کر دوں گی۔

چائے کا ہوٹل کڑک چائے اور گرم گرم پراٹھے کی خوشبو سے مہک رہا تھا وہ اور اس کی دوستیں کرسیاں گھسیٹ کر بیٹھی اور پٹھان کو اواز دیکھ کر تین کپ چائے لانے کو کہا اور اپنی

دوستوں میں مصروف ہو گئی باتوں باتوں میں نظر سامنے بیٹھے لڑکوں پر پڑی جو مسلسل اس کو دیکھنے میں مصروف تھے اس نے نظر انداز کیا اور اپنی چائے کا انتظار کرنے لگی کچھ یاد آنے پر بیگ سے فون نکالا اور کال ملائی دوسری جانب کال ریسیو کر لی گئی "کہاں رہ گئے ہو میں ہوٹل اگیا تم مجھے وہیں سے لے لینا" خالص پشتون لہجہ میں بولی

دوسری جانب کا جواب سنیں بنا ہی اس نے کال کاٹ دی "باجی چائے"

نظر اس کی چھوٹے بچے پر پڑی جو ہاتھ میں چائے کی ٹرے اٹھائے کھڑا تھا اس نے چائے کے کپ ٹیبل پر رکھی اور 500 کا نوٹ نکال کر بچے کی ٹرے پر رکھا اور گال تھپتھپا کر جانے کا اشارہ کیا بچے نے خوشی سے نوٹ کو جیب میں رکھا اور چلا گیا چائے سے لطف اندوز ہوتے ہوئے اس کی نظر سامنے موجود لڑکوں پر پڑی اس کا صبر کا پیانہ لبریز ہوا اور اٹھ کر ان کے پاس گئی ٹیبل کے پاس رک کر سینے پر بازو باندھے

"کیوں بھائی تمہارا چائے کے کپ سامنے رکھا ہے لیکن پھر بھی تم ہماری چائے سے نظر نہیں ہٹا رہا"

بولتے ہوئے اس کی اواز میں واضح وارننگ تھی گویا چھپے لفظوں میں خیر منانے کو کہا گیا ہو لیکن کہتے ہیں ناجب انسان اپنی عقل پر پہلے بٹھا لے تو اس کی منزل صرف موت ہوتی ہے

لڑکوں نے لوفرانہ انداز میں ایک دوسرے کو انکھ ماری اور خوب زور سے قہقہ لگایا

ان میں سے ایک بولا "ہمیں اس چائے کے کپ کی قسمت پر رشک ہو رہا ہے کہ ان کو تمھارے لبوں چھوا ہے"" "تمہیں چائے کی قسمت پر رشک ہو رہا ہے پر اب تم اپنی قسمت پر ماتم کروں گے کہ وہ یہ دن تمہاری زندگی میں لائی ہی کیوں "اپنے پیچھے سے آتی بھاری مردانہ اواز پر وہ پیچھے مڑی اور اپنے سامنے اس کو کھڑے دیکھا ایک نظر لڑکوں کو دیکھا اور جا کر ٹیبل پر بیٹھی اور اپنی چائے ختم کرنے لگی

"گل گل تم جواب کیوں نہیں دے رہا ہمیں بتاؤ خان وہاں کھڑا کون سے نسخے بتا رہا ہے

لڑکوں کو لڑکوں نے اتنی بدتمیزی کرا ہے تمہارے ساتھ اور وہ اتنے ارام سے باتیں کر رہا ہے

ان سے "سامنے بیٹھے اس کی دوستوں نے حیرانگی سے پوچھا

"ہاں وہ خان ان کو علاج کا طریقہ بتا رہا ہے تاکہ دو مہینے بعد ٹھیک سے چل پھر سکے "

"تم ہم کو سیدھے طریقے سے کیوں نہیں بتا رہا کیا تمہارا کزن ڈاکٹر ہے "سامنے بیٹھی اس کی دونوں دوستوں کے سر کے اوپر سے اس کی باتیں گزر رہی تھی

"ہاں وہ خان بغیرتی، بے حیائی اور ٹھرک کا علاج کرتا ہے علاج کی مدت صرف ایک ہفتہ ہے اور پرہیزگاری پوری زندگی کا دو تین مہینے بعد جب مرد حضرات چلنے کے قابل ہو جاتا ہے تب نگاہیں نیچے کر کے چلتا ہے اب ایا سمجھ "

دونوں کا حیرانگی سے منہ کھل گیا

وہ اٹھی ہاتھ ملایا اور خدا حافظ کہہ کر خان کی گاڑی میں جا بیٹھی لڑکے نفی میں سر ہلا رہے تھے ہاتھ جوڑ رہے تھے اور وہ ان کی سنے بنا گاڑی میں جا بیٹھا جہاں وہ پہلے سے موجود تھی

"گل تمہیں کتنی دفعہ کہا ہے کہ ہوٹل وغیرہ پر مت بیٹھا کرو" تھوڑی دیر پہلے جو لڑکوں سے بات کرتے ہوئے تیز آواز اور منہ پر سختی تھی وہ کہیں دور غائب ہوئی لہجہ نرم اور آواز دھیمی تھی غصے کا نام و نشان بھی نہ تھا (ابان غلط تو نہ کہتا کہ خان وہ پھوپھو ہے جو بھائی کے سامنے الگ اور بھابھی کے سامنے الگ روپ دھار لیتی ہے)

"اچھا سوری"

وہ جب بولی تو اس کے چہرے پر خان کو ڈھونڈنے سے بھی کوئی شرمندگی کے اثار نظر نہیں ائے اس نے گاڑی سٹارٹ کی اور سڑک پر ڈال دی برابر بیٹھے لڑکی نے اپنے پیروں کو چپلوں سے ازاد کیا الٹی پالتی مار کر آرام سے بیٹھی بیگ کو گود میں رکھا اور گردن نیچے کر کے بیگ میں کچھ تلاش کرنے لگی

"خان کھانا کھالیا تم نے؟"

خان نے اپنی نظروں کا رخ اس کی جانب کیا جو نیچے منہ کیے دونوں ہاتھوں سے بیگ میں موجود سامان کو اگے پیچھے کر رہی تھی

"دوپہر کا میں ایک بجے کھالیتا ہوں اور شام کی چائے تم پی چکی ہو تو یہ گاڑی اب صرف

طوفان منزل پر جا کر رکے گی"

خان نے مسکراہٹ روک کر اپنی نظریں سامنے سڑک پر مرکوز کیں اس کے چلتے ہاتھوں کو بریک لگی بیگ کو بند کر کے پیچھے سیٹ پر پٹخا اور کھا جانے نظروں سے خان کو گھورا

"طوفان منزل نہیں طربان منزل ہے پاگل خانا اور کیوں نہیں رکے گی یہ گاڑی، کہیں تمہارا پیروں میں مہندی لگا ہے جو بریک لگا کر گاڑی کو بند کباب کے ٹھیلے کے آگے نہیں روک سکتا "

خان نے اپنے ساتھ بیٹھی لڑکی کو دیکھا اس نے کئی ممالک کا سفر کیا تھا سورج کے حسین مناظر دیکھے تھے لیکن آج کا منظر دیکھ کر اس کا چہرہ دمک اٹھا گاڑی کے شیشے کے باہر چمکتا سورج سیٹ پر التی پالتی کیے سینے پر دونوں بازو باندھے کالی قمیض شلوار پہنے خفگی سے منہ پھلائے بیٹھی تھی اور سر پر اڑی کالی چادر سے چند سیاہ لٹیں نکل کر چہرے پر آرہی تھی جسے وہ بار بار کان کے پیچھے کرتی خان کو لگا اگر چند منٹ مزید اس کو دیکھتا رہا تو گاڑی کہیں دے مارے گا اس نے نظروں کا رخ سامنے کی جانب کیا اور گاڑی کو سڑک کے کنارے جھٹکے سے روکا اور انتہائی نرمی ی سے گل کا ہاتھ تھاما اس نے چوک کر خان کو دیکھا جو اسکی کلائی میں پہنی پونی کو نکال کر اپنے کندھے تک آتے گھومے ہوئے بالوں کو پونی میں قید کر رہا تھا پھر گل کی جانب دیکھا اور اس کی انکھوں میں دیکھ کر اپنے بال سیٹ کیے اور ماتھے پر لٹکتی دولٹوں کو صحیح کیا اور

گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر کو نکلا بلیک بیگی پینٹ کے ساتھ گہرے سرمئی رنگ کی ہائی نیک پہنے بالوں کو پونی میں قید کیے

گل جب تک اس کو دیکھتی رہی جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہ ہو گیا

"کیا ضرورت ہے پرانے زمانے کا ہیرو بننے کی میری انکھوں میں دیکھ کر بال بنانے کی ایک تو خطرناک بلیوں جیسی انکھیں ایک نیلی تو ایک ہری" وہ سر جھٹکتی بڑبڑاتی ہوئی سیدھی ہوئی اور اس کا انتظار کرنے لگی 15 منٹ بعد وہ اکر سیٹ پر بیٹھا اور تھیلی اس کی جانب بڑھائی وہ خاموش نظروں سے سامنے دیکھتی رہی

"تین انڈے والے بر گر ہیں چاچا شمیم کے ہاتھ کے بنے ہوئے"

انڈے والے بر گر کو خاصا زور سے اور کھینچ کر بولا تھا وہ

گل نے جھٹ سے شاپر پکڑا اور تین میں سے ایک نکال کر خان کی طرف بڑھایا

"تم ہی کھاؤ پتہ نہیں چچا میاں ہاتھ بھی دھوتا ہے کہ نہیں" اس نے کہتے ساتھ ہی جھر جھری لی

گل نے بر گر واپس شاپر میں ڈالا اور شاپر کو بیگ میں رکھا گاڑی طوفان منزل کے اگے رکی

"تم نہیں اؤ گے اماں انتظار کرتی ہیں تمہارا" روٹھا لہجہ

اگل کو معلوم تھا وہ ناراض ہوتی تھی تو خان اس کی بات کو انکار نہیں کرتا اور اس بات کا اس

نے بھرپور فائدہ اٹھایا خان نے گل کو دیکھا اور مسکرا کر بولا

"نہیں میں شام کو آؤں گا خالہ کو سلام کہنا خدا حافظ "

گل نے گاڑی کا دروازہ کھلا تو خان بولا

"ناراض نہیں ہو تمہیں پتہ ہے میں یہ ٹھیلوں کی چیزیں کھالوں تو بیمار پڑ جاتا ہوں"

گل نے کوئی جواب نہیں دیا اور قدم گاڑی سے باہر نکالا "اچھا مجھے ایک بر گر دے دو"

گل نے خفگی سے اس کی طرف چہرہ کیا اور بولی "مجھے بر گر نہیں کھانے تھے مجھے بس تمہارے ساتھ کھانے تھے"

خان مسکرایا اور بولا

"ہم ابھی بھی کھا سکتے ہیں"

گل نے پر جوش ہو کر بیک سے دو بر گر نکالے ایک اس کی طرف بڑھایا اور ایک خود کھانے لگی کھانے کے بعد خان نے پاس رکھی پانی کی بوتل سے چند گھونٹ لیے اور بوتل اس کی طرف بڑھائی جسے گل نے تھام کر بیگ میں رکھ لیا اور مسکرا کر الوداع کرتی گھر کے اندر چلی گئی چہرا خوشی سے دمک رہا تھا

خان نے گاڑی اگے بڑھا دی اس کی موجودگی میں جو انکھوں سے خوشی چمک رہی تھی اب ان میں صرف ویرانیت اور وحشت تھی

لاؤنج میں تخت پر بیٹھی دیوار سے ٹیک لگا کر سفید قمیض شلوار اور دوپٹہ سر پہ نفاست سے ٹکائے بار بار ایک ہی سوال گل سے پوچھتی "کب ائے گا وہ" دھیما لہجہ آواز میں لرزش اور ہاتھوں میں کپکپاہٹ تھی بھوری آنکھیں جو کاجل کی زیادتی کے باعث سیاہ معلوم ہوتی تھیں ان کی شخصیت کے لیے کیا لفظ موزوں تھا اداس غمگیں یا ستائی ہوئی شخصیت

"خالہ وہ اگیا میں گیٹ کھول کراتی ہوں"

خان کو کبھی دروازہ بجانا یا کال کرنے کی ضرورت نہیں پڑی وہ جیسی دروازے پر قدم رکھتا گل کو اس کے قدموں کی اواز دل میں سنائی دیتی اور وہ دروازہ کھول دیتی کچن سے نکلتی وہ دوپٹے سے ہاتھ صاف کرتی دروازے کی جانب گئی اور دروازہ کھولا

سیاہ رنگ کے کرتا شلوار کے ساتھ خاکی رنگ کی شال اوڑھے کندھے تک اتے گھومے ہوئے بالوں کو درمیان سے دو حصوں میں علیحدہ کیے ہوئے وہ گل کے سامنے تھا گل کو سمجھ نہیں ایا کہ وہ خدا کی تخلیق کی تعریف کرے یا اس کو نظر سے بچنے کی دعا دے وہ گیٹ کھول کر درمیان میں کھڑی تھی بالکل ساکت

"سارا یہی تارو گی یا طوفان منزل میں انے کا راستہ بھی دو گی"

خان نے دو انگلیوں سے چٹکی بجا کر اس کو راستہ دینے کا کہا جس پر اس کا سکتا ٹوٹا اور اس کو اندر

آنے کا راستہ دیا خان صحن سے گزرا اور لاؤنج میں داخل ہونے کے لیے جیسے ہی اپنی چپل اتارنی چاہی اس کی نظر سائیڈ میں رکھی چپل پر گئی وہ واپس جانے کے لیے مڑا اپنے سامنے گل کو پایا ان دونوں میں صرف چند انچ کا فاصلہ تھا خان نے گل کا بازو جکڑا اور آہستہ سے بولا

"یہ سب تمہاری پلاننگ ہے نا"

گل نے اہستہ سے بازو آزاد کروائے یہ بھی خان کا دیا بھروسہ تھا وہ غصے میں بھی کبھی اس سے اونچی اواز میں بات نہیں کرتا تھا

"وہ صبح سے تمہارا انتظار کر رہی ہیں خان وہ ماں ہے تمہاری کچھ تو احساس کرو مت ستاؤ ان کو یہ اکڑ، انا ضد، غصہ سب یہیں رہ جائے گا اگر وہ یہاں نہیں رہی باقی پیچھے رہ جائے گا تم اور تمہارا پچھتاوا سنا تم نے جاوان کے پاس"

گل کا لہجہ دیما تھا اور الفاظ سامنے کھڑے شخص کو نشتر معلوم ہوئے جو سید ھا دل میں پیوست ہوئے

خان چپلوں سمیت لاؤنج میں داخل ہوا اور سائڈ میں رکھی چیئر اٹھائی، تخت کے پاس سیدہ اماں کے پیروں میں رکھی وہ اس سارے وقت میں اس کو دیکھتی رہیں انکھوں میں نمی کے باعث منظر دھندلا ہوتا لیکن وہ ہاتھ سے صاف کرتی رہتی وہ پیر پھیلائے بیٹھی تھی خان کے بیٹھنے پر جلدی سے تخت کے کونے پہ آ بیٹھی اور اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھر لیا خان نے اپنی

نظریں گود میں مقید ہاتھوں میں اگاڑھ رکھی تھیں کہ اگر اس نے نظر اٹھائی تو وہ ٹوٹ جائے گا اس کا دھڑکتا دل بند ہو جائے گا اگر اس کی ماں کو اس کے سیاہ کارناموں کا پتہ چل گیا تو وہ جو آج اس سے ملنے کے لیے ترستی ہیں کل کو اس کی شکل بھی دیکھنا پسند نہیں کریں گی یہ سوچ اتے ہیں اس کے ہاتھ کانپ اٹھے سعیدہ بیگم نے پہلے اس کے دونوں گالوں کو چوما پھر اس کی آنکھوں کو وبوسہ دیا اور اس کے ماتھے کو کافی دیر تک اپنے ماتھے سے ٹکائے رکھا دونوں کی انکھیں بند تھی اور دل کی دھڑکن بہت تیز تھی اپنے چہرے کے اطراف میں ان کے ہاتھوں کی لرزش کو واضح محسوس کر سکتا تھا انہوں نے سر اٹھایا ہاتھوں میں ابھی بھی اس کا چہرہ تھاما ہوا تھا گویا اگر ہاتھ اٹھا لیے تو وہ چلا جائے گا ان کا چہرہ بھیگا ہوا تھا

"مجھے معاف کر دے ولی مجھے مجبور کیا تھا میں بے بس تھی ولی میں، تم، تمہارے بابا سب ساتھ خوش تھے، لیکن وہ ہمیں چھوڑ کر چلے گئے، ولی کچھ تو بولو بچے ایک لفظ کہہ دے، اپنی ماں کو پکار کان ترس گئے ہیں تمہارے منہ سے پیاری امی نہیں سنا ہے ایک بار بول دینا میرے بچے صرف ایک بار"

بولتے ہوئے بار بار ان کی آواز ٹوٹ رہی تھی تیزی سے بولنے کے باعث کچھ الفاظ ادا ہو رہے تھے کچھ منہ میں ہی رہ جاتے چند لمحے خاموش رہی پھر انہوں نے اپنی چوٹی سے پونی نکالی اور خان کے بالوں کو قید کیا

خان تیزی سے اٹھا لاؤنج سے نکلا اور گھر کا دروازہ بھی پار کر کے گاڑی میں جا بیٹھا اور تیز رفتار سے گاڑی بھگا لی سنسان علاقے میں گاڑی کو روکا کچھ دیر اسٹیرنگ پر مکے برسانے اور چیخنے چلانے کے بعد اس نے اپنا سر سیٹ کی پشت سے ٹکا لیا

"کیوں کیوں اللہ میرے ساتھ ہی ایسا کیوں میں معصوم تھا مجھے مجبور کیا گیا بھوک، پیاس، ذلالت، بے عزتی اور تشدد میں اس سب کے قابل نہیں تھا مجھے بس میری ماں چاہیے تھی اس کی آغوش چاہیے تھی اللہ میں گنہگار ہوں میں سیاہ کار ہوں میں تیری بندگی کے درجے سے بھی گر چکا ہوں یا میرے مولا میں اس راستے میں نکل پڑا جہاں صرف رہائی موت اور سزا دوزخ ہے میں نے صرف ماں چاہی تھی تیرے بندے بہت ظالم ہیں رحمان! وقتی زندگی کی آزمائش کے دروازے بند کر کے ابدی زندگی میں جہنم کے دروازے کھول دیتے ہیں"

چیخ کر رو کر مکے برسا کر وہ تھک گیا تھا گردن کی نسیں پھول چکی تھی اور حلق دکھ گیا تھا اس نے پاس رکھی پانی کی بوتل سے چند گھونٹ لیے چہرہ صاف کیا اور گاڑی کے شیشے کھول دیے چند گہرے سانس لیے اور گاڑی کو گھر کے راستے پر ڈال دیا

خان کے جانے کے بعد گل لاؤنج میں داخل ہوئی اور ان کے پاس جا کر بیٹھی ان کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا "تم مجبور تھا لیکن تم لڑ سکتا تھا اپنے دوسرے میاں کو راضی کر

سکتا تھا خان سے ملنے آسکتا تھا عورت چاہے تو کچھ بھی کر سکتی ہے لیکن تم نے نہیں کیا تم اسے نہیں ملاوہ تم سے ملنے اتا تو تم بھی نہیں ملتی تھی پانچ سال کا بچہ پیدل اتنی دور چل کر جاتا تھا لیکن تم بھی یہی کرتی تھی جیسا خان کر رہا ہے"

"یہ صرف کتابی باتیں ہیں کہ عورت کچھ بھی کہہ سکتی ہے حقیقت اس کے بالکل بر عکس ہے در حقیقت عورت اپنے خاندان اور مرد کے بغیر کچھ بھی نہیں کر سکتی اگر غیر شادی شدہ ہے تو اپنے باپ اور اگر شادی شدہ ہے تو اپنے مرد کے بغیر کچھ بھی نہیں کر سکتی عورت کی سب سے بڑی طاقت اس کا مرد اور مرد کی سب سے بڑی طاقت اس کی اپنی طاقت ہوتی ہے" اماں نے سامنے دیوار پر نظر مرکوز کر کے رنجیدہ لہجے میں کہا

انہوں نے چند جملے کہے مگر گل کو وہ ان کی گزرے وقت کی بے بسی اور اپنی عمر کے لیے سبق معلوم ہوئے

میٹھی دھوپ ٹھنڈی ہوا گاڑیوں کا شور ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی جستجو اور اسی جستجو میں بائیک والے لڑکے نے اپنی بائیک انکل کی گاڑی میں ٹھوک دی انکل نے گاڑی سے نکل کر لڑکے کا گریبان پکڑ لیا بات گالم گلوچ سے ہاتھا پائی تک بڑھ گئی ابان نے اپنی بائیک روکی ایک کان سے ہینڈ فری نکالی اور گردن اونچی کر کے دیکھا تو لڑکا زمین پر چت لیٹا تھا اور انکل اس کے

اوپر بیٹھے تھے

تیز آواز کر کے بولا "کیا ہوا بڑے میاں"

انکل نے اس کی طرف دیکھا اور بولے

"ہونا کیا ہے کمبخت نے موٹر سائیکل دے ماری میری گاڑی میں کمین انسان اپنی موٹر سائیکلوں کو ہیلی کاپٹر سمجھتے ہیں جوان کو جام ٹریفک سے نکال کر خالی سڑک پر پہنچا دے گی اب نقصان کا ہرجانہ اس کا باپ ادا کرے گا کیا"

انکل جو بھرے بیٹھے تھے لڑکے کو پیٹھنے میں مصروف تھے اس کی جانب دیکھ کر جواب دیا اور واپس اپنا ادھورا کام مکمل کرنے لگے

"تو بڑے میاں پوچھ لو اس سے

کہ وہ ادا کرے گا یا اس کا باپ"

گویا انکل کو مشورہ دیا اور بائک زن سے بھگا لے گیا بائک چلاتے ہوئے اس کی نظر دور کھڑے لڑکے پر پڑی جو کبھی اپنی بائک کے پاس گھٹنے کے بل بیٹھتا اور کبھی پریشانی سے ٹہلنے لگتا اپنی بائیک اس نے لڑکے کے پاس جا کے رکی کانوں سے ہینڈ فری نکال کر جیب میں رکھی اور اس کی بائیک کا جائزہ لیا اور ٹھیک دو منٹ بعد اس کی بائک سٹارٹ کر کے ہاتھ جھاڑتے ہوئے کھڑا ہوا اور جب سامنے کھڑے شخص کو دیکھا تو حیرت سے منہ کھل گیا "تم ہو میں

سمجھا کوئی لڑکا ہے"

ھیزل اپنی بائیک پہ جا کر بیٹھی

ابان نے دونوں ہاتھوں کو اس کی بائک کے ہینڈل پر ٹکایا اور چہرہ ہتھیلیوں پر رکھا

"کوئی لحاظ مروت ہوتی ہے بندے میں, شکریہ کا کوئی لفظ ہوتا ہے"

ھیزل ل نے اس کے ہاتھوں کو ہینڈل سے ہٹایا

"تو میں نے کہا تھا کہ مائی خیری بنو تمہیں ہی سماج سیوا کا بخار چڑھا تھا"

"مجھے پتہ ہے لڑکیاں شکریہ کہنے میں تھوڑی ڈھیٹ ہوتی ہیں تم شکریہ مت کہو بلکہ مجھے لیاقت اباد کی مشہور بریانی کی پلیٹ کھلا دو" کہتے ساتھ ہی ابان ڈھٹائی سے مسکرایا

"تم نے تو کہا تھا کہ میں تمہاری بہن اور بہنوں سے مفت کا مال کھاتے ہوئے شرم نہیں آتی"

(وہ ایسی ہی تھی باتوں کو نظر انداز کرنا اور اپنی مرضی کے وقت استعمال کرنا چھوٹی عمر میں ہی سیکھ گئی تھی)

ابان نے تھکی ہوئی سانس ہوا کے سپرد کی گویا اس کی حاضر دماغی سے پریشان ہوا ہو

"اچھا چلتے ہیں میں کھلا دوں گا تمہیں ٹھیک"

دونوں نے اپنی بائیکوں کو ٹھیلے کے قریب لے جا کر روکا اور ابان بریانی لینے گیا

وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے بائیک پر بیٹھے تھے ہاتھوں میں بریانی کی پلیٹ پکڑی یوں

کہ دونوں ٹانگے بائیک کے ایک طرف لٹک رہی تھی

"مجھے سچ میں ابھی تک یقین نہیں آرہا تم راضی ہو گئ ٹھیلے والی بریانی کھانے کو"

وہ اس سے متاثر نظر ارہا تھا

ھیزل نے ابان کی پلیٹ میں سے لیگ پیس اٹھا کر اپنی پلیٹ میں رکھا اور ائی بروز اچکائیں

"آگیا یقین"

"یار میری بوٹی واپس کرو آگیا یقین مجھے"

ابان نے چڑھ کر کہا لیکن وہ چپ چاپ جلدی جلدی کھاتی رہی ابان نے اس کو دیکھا اور بولا

"یار اہستہ اہستہ کھاؤ لوگ مڑ مڑ کر دیکھ رہے ہیں"

وہ بنا اس کی بات کا جواب دیے جلدی جلدی کھاتی رہی خالی پلیٹ ابان کے ہاتھوں میں پکڑائی اور بائیک کی سائیڈ پاکٹ سے پانی نکال کر چند گھونٹ لیے اشارے سے ابان کو بھی پانی کا پوچھا اس نے نفی میں سر ہلا دیا اور اٹھ کر ٹھیلے پر گیا پیسے لیے اور پاس رکھی کاپی سے صفحہ نکالا اور جیب سے پین نکال کر چند الفاظ لکھے اور ھیزل کی جانب آیا اور پرچہ اگے بڑھایا

"یہ کیا ہے"

"دوست کا نمبر ہے وہ ایسی لاشوں کو (ھاتھ سے اس کی بائک کی جانب اشارہ کیا) ان کے وارثوں تک پہنچانے میں مدد کرتا ہے اور اچھے دام لگاتا ہے" ھیزل سے مسکراہٹ چھپانا

مشکل ہو گیا اس نے ہاتھ بڑھا کر پرچہ لیا اور اس کو پینٹ کی جیب میں ڈالا اور خدا حافظ کہتے نکل گئی

ہیزل گھر کے اندر داخل ہوئی اور اپنی بائیک گھر کے اندر کھڑی کی اندر سے آتی اواز پر اس کا دل چاہا جس راستے سے آئی ہے اسی راستے سے واپس چلی جائے وہ لاؤنج کے دروازے پہ رکی

"السلام علیکم امی"

اور جانے کے لیے قدم بڑھایا ہی تھا کہ پاکیزہ بیگم بولیں "وعلیکم السلام بیٹا آؤ بیٹھو احتشام آیا ہے"

"امی ٹائم نہیں ہے میں تھکی ہوئی ہوں"

ایک نظر سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا جو بلیک جینس کے ساتھ گہرے جامی رنگ کی ہائی نیک پہنے پیروں میں برانڈڈ جوتے ڈالے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے ایک ہاتھ کو صوفے کی پشت پر پھیلائے بیٹھا تھا

احتشام بولا "گھر آئے مہمان سے چائے ناشتے کا ہی پوچھ لیا جاتا ہے"

ھیزل ل نے کوفت سے آنکھیں گھمائی اور بولی

"امید ہے پانی تمہیں مل گیا ہوگا اور چائے گھر جا کر پینا"

"پرسوں تم کس کے ساتھ تھی کون تھا وہ لڑکا جس کے ساتھ تم ٹھیلے پر کھڑی تھی" حق جتاتا لہجہ تھا

بولتے ہوئے وہ صوفے سے کھڑا ہوا اور اس کے سامنے آ کھڑا ہوا دونوں ہاتھوں کو پینٹ کی جیب میں ڈالا

ھیزل نے اس کی آنکھوں میں دیکھا اور بولی

"احتشام محمود میری اطلاعات کے مطابق میرے برتھ سرٹیفکیٹ پر ولدیت میں ابو سفیان لغاری لکھا ہے لہذا میرے باپ بننے سے گریز کرو"

ھیزل نے ایک ایک لفظ پر زور دیا گویا اس کو دائرہ حد یاد کرایا بول کر وہ اپنے کمرے میں چلی گئی احتشام واپس آکر صوفے پر بیٹھا

"بیٹا برا نہیں منانا وہ ذرا منہ پھٹ ہے" (ان پاکستانی ماؤں کی طرح جو دونوں طرف کی بات سنیں بنا نوار دالزام اپنی اولاد کو ٹھہراتی ہیں پاکیزہ بیگم نے بھی یہی کیا تھا)

"وہ منہ پھٹ نہیں بد تمیز ہے صرف ان لوگوں کے لیے جو اس کو زہر لگتے ہیں اور بدقسمتی سے میرا ابھی شمار انہی لوگوں میں ہوتا ہے" مصنوعی مسکراہٹ کے ساتھ بولا ورنہ دل تو اس کا ھیزل کو پینٹ میں لگی پسٹل سے شوٹ کرنے کو چاہ رہا تھا جو اس کو ہر بار نئے انداز سے ذلیل کرتی

ہیزل نے اپنے کمرے میں اکر چابی اور موبائل کو سائیڈ ٹیبل پر رکھا جوتے اتارے اور بیڈ کے نیچے رکھے

ہاتھ منہ جا کر دھویا واپس آئی

(اپنی جیکٹ اتاری الماری میں ہینگ کری اس کے پاس سیاہ کار گو اور سائزٹی شرٹ اور پیراشوٹ جیکٹ تھی جب وہ بائیک چلاتے ہوئے پہنتی تھی کپڑوں کی مقدار اتنی تھی کہ وہ ارام سے گنے جا سکتے تھے)

واپس اکر بیڈ پر بیٹھی

"آپی اکر کھانا کھالیں"

مون نے باہر سے آواز دی اور بنا جواب کا انتظار کیے چلا گیا ھیزل کا دل چاہا نہ جائے پر اس کو شدید بھوک لگی تھی اور مون سے بھی اس کے انٹرویو کے بارے میں پوچھنا تھا جو وہ اس سے چھپ کر دینے گیا تھا

وہ اٹھ کر ڈائننگ ٹیبل پر آئی جہاں وہ تینوں پہلے سے ہی کھانے میں مصروف تھے

"آگئی میں سمجھی کھانا نہیں کھاؤ گی"

پاکیزہ بیگم نے سرد لہجے میں بولا اور سالن مون کی پلیٹ میں ڈالا جو پہلے ہی سالن سے بھری تھی

یہ بھی صحیح ہے پیار محبت اور لاڈ اٹھاوانے کا تاج بیٹے کو پہنایا جائے اور بیٹی بھاڑ میں جائے حیزل نے دل میں سوچا اور کرسی گھسیٹ کر بیٹھی

احتشام نے جلدی سے اس کی پلیٹ میں سالن ڈالا اور روٹی رکھی حیزل نے دونوں چیزیں سائیڈ پر رکھی اور چاول اپنی پلیٹ میں نکالے

"میں چاول کھاتی ہوں" دل جلی مسکراہٹ کے ساتھ اس کو دیکھا تو وہ بھی بامشکل مسکرایا

کچھ دیر خاموشی رہی پھر احتشام بولا

"تمہیں پتہ ہے اج مون کا انٹرویو تھا"

وہ نیچے منہ کیے کھانا کھاتی رہی

"میں نے اس کو ہائر کروالیا ہے"

وہ اس کے جواب کا منتظر تھا

"سیلری 60 ہزار ہے اگر تم کہو گی تو مزید بڑھوادوں گا" اب کی بار مون اور پاکیزہ بیگم بھی کھانا چھوڑے اس کو دیکھنے لگے جو کھانے میں ایسا مصروف تھی گویا ایک سیکنڈ کے لیے بھی رکی تو پلیٹ چھین لی جائے گی

"لگتا ہے تمہیں اپنے بھائی کے لیے خوشی نہیں ہوئی" احتشام نے دونوں ہاتھوں کو زور سے میز پر مارا اور غصے سے بولا

"میں بھونکے جا رہا ہوں اور تم کھانا ٹھوسنے میں مصروف ہو"

ھیزل نے آخری نوالا اچھے سے چبایا پانی پیا اور اس کو دیکھا جس کا چہرہ سرخ اور ہاتھ کی نسیں پھول گئی تھی "مجھے نہیں معلوم تھا تم جھوٹے، مکار، دھوکے باز،

بد کردار (کو خاصا زور سے بولا گیا) ہونے کے ساتھ بھونکنے کی بھی خصوصیت رکھتے ہو"

(آہ وہ دل سے اترے ہوئے لوگوں کے ساتھ بیٹھ تو جاتی پر بات نہیں کرتی اور اگر کوئی زبردستی کرے تو اس کے ساتھ بہت مہذب انداز میں پیش آتی)

احتشام غصے سے اٹھا اور گھر سے چلا گیا

مون بھی کھانا چھوڑ کر اپنے کمرے میں بند ہو گیا اور پاکیزہ بیگم اس کو برا بھلا کہتی رہی جب تک اس نے سارا کچن سمیٹا ان کو چائے بنا کر دی اور اپنی چائے اٹھائی اور جانے کے لیے مڑی رکی اور بولی

"اپ نے دو ڈشز کیوں بنائیں"

پاکیزہ پاکیزہ بیگم کو لگا وہ معافی مانگ لے گی یا کوئی صفائی دے گی لیکن وہ بولی بھی تو صرف کھانے کے بارے میں ان کا دل چاہا ہاتھ میں موجود کپ سے اس کا سر کھول دے لیکن پھر گھر کیسے چلتا اس لیے انہوں نے صبر سے کام لیا اور بولیں

"میری ماں بننے کی ضرورت نہیں ہے"

"امی ماں نہیں بن رہی بس ایسی بول رہی تھی سات سو روپے کلو ہے مرغی اور آپ نے دونوں ڈشز مرغی کی بنالیں"

وہ ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ بولی

"ہاں بھئی تمہاری کمائی سے بہت مشکل دال روٹی چلتی ہے اب دیکھنا میرا مون کیسے اٹھائے گا گھر کا خرچہ اور تمہارے اسی پائی پائی کے حساب سے جان چھوٹے گی"

وہ بول کر اپنے کمرے میں چلی گئیں

ہیزل کو اپنے اپ پر غصہ ایا کیوں کہا اس نے امی سے

وہ کمرے میں داخل ہوئی کمرہ گھپ اندھیرے میں ڈوبا سگریٹ اور فلورل کی خوشبو سے مہک رہا تھا گویا سگرٹ کی خوشبو کو دبانے کے لیے روم اسپرے کیا گیا ہو سامنے مون زمین پر سیدھے پیر پھیلائے صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا اس کا منہ موبائل کی روشنی کے باعث روشن تھا وہ آکر اس سے ذرا فاصلے پر ہو کر بیٹھی مون نے موبائل بند کر کے پیچھے صوفے پر رکھا اور ھیزل کی جانب دیکھا جو اپنی نظر سامنے دروازے پر ٹکائے بیٹھی تھی

"کل احتشام سے ملے ہو"

وہ سپاٹ چہرے کے ساتھ دل دہلا دینے والے سوال پوچھتی تھی مون کی دھڑکن تیز ہوئی

اور ہاتھوں کے پسینے چھوٹ گئے

"جی"

یک لفظی جواب دیتے ہوئے مون کو اپنی اواز کانپتی ہوئی محسوس ہوئی

"آج میں نے بی بی کے بھائی سے تمہاری نوکری کی بات کی تھی کل اس کے سکول چلے جانا ڈیمو کے لیے"

"اس بے بی کی اگر وقت پر شادی ہوئی ہوتی تو آج کم از کم تین چار بے بیز کی ماں ہوتی ہنہہ"

مون نے ماحول کو ہلکا پھلکا کرنے کی کوشش کی

ھیزل گردن نیچے کر کے مسکرا دی

"میں اسکول میں جاب نہیں کرنا چاہتا"

مون نے گردن ھیزل کی جانب گھما کر سیدھی کر دی

وہ جو نیچے منہ کئے مسکرا رہی تھی یک دم مسکراہٹ غائب ہوئی اس کی جگہ سنجیدگی نے لے لی چہرے کا رخ مون کی جانب کیا

"پر کیوں انٹر کے بعد تم پاکستان کے وزیر اعظم بننے سے رہے"

"آپ کو پتہ ہے نا پرائیویٹ ٹیچر کی تنخواہ اتنی ہوتی ہے کہ بندہ آنے جانے کا کرایہ مشکل سے نکالتا ہے دس، پندرہ ہزار میں کچھ نہیں ہوتا"

گویا اپنی بہن کو سمجھانے کی کوشش کی گئی ہو

"میں تم سے صرف تمہارے اخراجات اٹھانے کا بول رہی ہوں اور دس پندرہ ہزار تم اکیلے کے لیے بہت ہیں"

مون نے اپنے سر کو نیچے جھکا دیا

"آج میں ایک آفس میں انٹرویو دے کر آیا ہوں ساٹھ ہزار روپے تنخواہ ہے"

مون کی انکھوں میں خوشی کی جھلک تھی اور دل میں خوف تھا

"احتشام نے کری ہے آفر تمہیں"

مون کو کوئی حیرانگی نہیں ہوئی اس کو معلوم تھا کہ وہ اپنی بہن سے کوئی بات چھپا نہیں سکتا اس کو الہام ہوتا تھا یا وہ تکے لگاتی تھی اور اگر تکے لگاتی تھی تو وہ ہمیشہ درست کیسے ہوتے وہ کبھی سمجھ نہیں سکا تھا

"آج احتشام بھائی اسی لیے آئے تھے انہوں نے جاب افر کی تو میں نے حامی بھر دی"

مون نے ھیزل کے چہرے پر کچھ کھوجنے کی کوشش کی اور بری طرح ناکام ہوا

"تمہیں جانے کی کوئی ضرورت نہیں "ھیزل کا لہجہ پر سکون تھا

"کیوں ضرورت نہیں" وہ چاہنے کے باوجود اپنی اواز ہلکی نہ رکھ سکا "مجھے اپ کی سمجھ نہیں اتی پہلے اپ کہتی ہیں اچھی تعلیم حاصل کرو تاکہ اچھی نوکری ملے اچھا کھاؤ اچھا پہنو گرو کرو اور

جب یہ سب مکمل کرنے احتشام بھائی میری مدد کر رہے ہیں تو اپ کہہ رہی ہیں کوئی ضرورت نہیں کب تک آپ کے دلائے گئے لنڈے کے کپڑوں اور سولہ سو کے جوتے میں زندگی گزاروں میرے سارے دوست میرا مذاق اڑاتے ہیں"

بولتے بولتے جب اس کی سانس بھول گئی اور چہرہ سرخ ہو گیا تب جا کر وہ چپ ہوا گویا اس نے رٹا رٹایا سبق سنایا ہو ھیزل نیچے سر کر کے مسکرا دی اور اس کی سنائے گئے تمام سبق کو نظر انداز کرتے اپنے مطلب کی بات نکالی

"بہت مہنگے جوتے خریدے تھے میں نے تمہارے میرے بلیک جو گرز دیکھے ہیں ساڑھے تین سو کے نائنتھ کلاس میں خریدے تھے میں نے اور ابھی تک پہن رہی ہوں"

پاس بیٹھے اس کے بھائی کا دل چاہا کہ اپنا سر دیوار میں دے مارے وہ اس سے ساٹھ ہزار کی بات کر رہا تھا اور وہ سولہ سو کا دکھ منا رہی تھی

"ٹھیک ہے تمہیں جو بہتر لگے کرو ہمیشہ رزق حلال کمانا اور کبھی ایسی منزل کو پانے کے لیے نکل جاؤ جس کے راستے میں ہی بھٹک جاؤ تو انہی راستوں پر چل کر میرے پاس واپس آ جانا میں تمہارا انتظار کروں گی اور ہمیشہ کی طرح تمہیں اپنے بازوؤں میں چھپا لوں گی جس طرح ابھی تک چھپاتی آئی ہوں اور ایک اور بات تمہارے دوست تمہارا مذاق نہیں اڑاتے بلکہ تم ان کے سرکل میں مس فٹ ہو جس طرح ایک بکری کا بچہ بھیڑوں کے جھنڈ میں مس فٹ

ہوتا ہے"

یہ کہہ کر وہ اس کے کمرے سے نکل کر اپنے کمرے میں چلی گئی

مون نے موبائل اٹھایا اور کال ملائی "ہیلو" مقابل کی اواز نشے کے باعث بھاری ہو رہی تھی

"وہ آپی مان گئی ہیں میں کل آجاؤں گا آپ نے جیسا کہا تھا بالکل ویسے ہی بولا تھا میں"

"ٹھیک کل نو بجے آجانا"

مقابل نے اپنی بات کہہ کر کال کاٹ دی

"اب دیکھنا ہے ھیزل جس بھائی کو مجھ جیسے برے انسان سے دور رکھنے کے لیے اتنی محنت کری وہی تمہیں میرے حوالے کرے گا"

احتشام نے اپنا ہاتھ میں موجود گلاس سے سیا مادہ اپنے حلق میں انڈیلا موبائل کو ٹیبل پر رکھا صوفے سے اٹھ کر اپنے بیڈ پر جا کر لیٹ گیا آج وہ سکون کی نیند سوئے گا ھیزل اپنے کمرے میں آئی دروازہ بند کیا اور سونے کے لیے لیٹ گئی خاموش آنسو آنکھوں سے نکل کے تکیے میں جذب ہو رہے تھے وہ ایسے ہی تھی لوگوں کا ترس کھانا ہمدردی کرنا اور احسان لینا اس کو بچپن سے ہی ناگوار گزرتا تھا اس کو معلوم تھا کہ احتشام کا اس سب کے پیچھے کا مقصد کیا ہے اور وہ اس کو اس کے اس مقصد میں کبھی کامیاب نہیں ہونے دے گی

جاری ہے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842